شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

کچا گھر — پہلی مُلاقات

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جب رائے پور کی آمد و رفت ہوتی یا مستقل لوگ انہیں سہارنپور بلاتے تو ہر صورت میں قیام کثیر و قلیل جتنا ہوتا میرے گھر پر ہوتا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مشہور مقولہ تھا کہ کچا گھر (یعنی میرا گھر) جو اس زمانے میں بالکل کچا اور اسی نام سے اب تک مشہور ہے۔ مشترک پلیٹ فارم ہے۔ ساری گاڑیاں اسی پلیٹ فارم سے گزرتی ہیں۔ کبھی کہتے کہ یہ تو جنکشن ہے۔ ساری گاڑیاں اسی اسٹیشن پر ہو کر گزرتی ہیں لیگ کی ہو یا احرار کی۔ کانگریس کی ہو یا جمیعت کی۔ شاہ جی مرحوم کی ابتدائی آمد کا بھی عجیب لطیفہ ہے۔ سب سے پہلی آمد جو ان کی اہم جلسے میں ہوئی (جس کی تاریخ میرے رجسٹر میں درج ہو گی) سہارنپور کے لوگوں نے بہت اصرار تمنائیں، درخواستیں ان کو بلانے کی کیں اور جب انہوں نے سہارنپور پہنچنے کا وعدہ کر لیا تو چونکہ وہ رئیس البغاوت تھے گورنمنٹ کی نگاہ میں بہت مخدوش۔ اب مسئلہ یہ مشکل ہوا کہ ان کا قیام کہاں ہو؟ اس لئے ان کو ٹھہرانا ہر شخص کو مخدوش معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ ڈر تھا کہ ان کے ساتھ میں بھی گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اس واسطے جتنے بلانے والے تھے وہ سب مل کر ایک وفد حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مدرسہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ شاہ جی چناں ہیں، چنیں ہیں ہمارے مکانات ان کی شان کے مناسب نہیں ہیں۔ مدرسے ہی ان کی شان کے مناسب ہیں۔ ناظم صاحب کی ایک خاص ادا تھی۔ وہ نہایت بے تکلفی سے بلا جھجک کہہ دیتے تھے۔ کہ "اتنے میں شیخ الحدیث سے بات نہ کروں۔ اتنے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ انہیں ابھی بلالیجئے۔ ناظم صاحب نے فرمادیا کہ یہ وقت ان کی مشغولی کا ہے۔ شام کو خبر لیں گے۔ ان لوگوں کے جاتے ہی حضرت ناظم صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ فلاں فلاں آئے تھے۔ بہت اصرار اس پر کر رہے تھے کہ شاہ جی کا قیام مدرسے میں رہے۔ میں نے عرض کر دیا کہ آپ ان سے بے تکلف کہہ دیجئے کہ مدرسے میں ان کا قیام ہر گز نہیں ہو سکتا۔ مدرسے کو ان کے قیام سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ البتہ کچے گھر میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ تو ہے ہی باغیوں کا ٹھکانہ۔ حضرت مدنی کا قیام تو ہر وقت کا تھا۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی کثرت سے آمد و رفت تھی میری شاہ جی سے اس سے پہلے کوئی ملاقات نہ تھی۔ نام طرفین کا ایک دوسرے سے نے رکھا تھا۔ میں نے ان دعوت دینے والوں کو یہ بھی کہا کہ جب تمہارا حوصلہ ٹھہرانے کا نہیں تھا تو دعوت دینے کی کیا مصیبت پڑ رہی تھی؟ شاہ جی تشریف لائے اور انکی آمد پر بڑا جلوس نکالا۔ وہ جلوس ان کو مدرسے تک لایا۔ جب مدرسے میں پہنچے تو ناظم صاحب نے ان سے شاہ جی کے سامنے ہی کہہ دیا کہ شاہ جی کا قیام تو شیخ الحدیث صاحب کے مکان پر طے ہوا تھا۔ شاہ جی میرا نام تو پہلے ہی سنے ہوئے تھے۔ اور جنہوں نے ان کو دیکھا ہے اور ان کی باتیں سنی ہیں۔ وہ خوب واقف ہیں کہ ان کو تعریف اور مذمت دونوں میں کمال درجہ حاصل تھا۔ انہوں نے (اللہ تعالیٰ ان

کو بہت بلند درجات عطا فرماوے) اس زور و شور سے میرے گھر قیام پر مسرت کا اظہار فرمایا کہ کچھ انتہا نہیں۔ ہوشیار تھے، سمجھدار تھے، دنیا کو دیکھے ہوئے تھے۔ جلوس تو ختم ہو گیا۔ وہ چند آدمیوں کے ساتھ میرے مکان پر تشریف لے آئے۔ اور میرا مکان اس زمانے میں اسم بامسمیٰ کچا گھر تھا۔ صرف ایک کوٹھڑی تھی وہ بھی کچی۔ شاہ جی مع سامان آکر بوریئے پر بیٹھ گئے۔ اول تو انہوں نے میری تعریف میں آسمان زمین کے قلابے ملائے اس کے بعد میرے مکان کی تعریفیں شروع کیں کہ نانا اباﷺ مکان کی یاد تازہ ہو گئی۔ حضرت کیا عرض کروں؟ کتنی مسرت اس مکان کو دیکھ کر ہوئی۔ اسلاف کا دور آنکھوں میں پھر گیا۔ چناں، چنیں، یہ، وہ۔ پھر کہنے لگے حضرت یہ لوگ مجھے شوق میں بلا تو لیتے ہیں۔ مگر ٹھہراتے ہوئے ڈرتے ہیں اور اسی واسطے میں کہیں جاتے ہوئے بہت انکار کرتا ہوں۔ لیکن جب وعدہ کر لیتا ہوں تو ان بلانے والوں کو نانی یاد آجاتی ہے کہ اس باغی کو کہاں ٹھہراویں۔ لیکن یہ میری خوش قسمتی، خوش بختی، نہ معلوم کیا کیا کہا کہ جب میں دیو بند جاتا ہوں تو وہاں بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ جی نور اللہ مرقدہ کا مکان میری قیام گاہ تجویز ہوتی ہے۔ اور یہاں، یہاں شیخ الحدیث کا مکان میری خوش قسمتی سے میری قیام گاہ تجویز ہوا۔ قیام تو ان کا میرے یہاں برائے نام ہی ہوا۔ اس لئے کہ تھوڑی دیر ٹھہر کر وہ کہیں کسی صاحب کے یہاں دعوت میں چلے گئے۔ وہاں سے لوگ اپنے اپنے یہاں لئے پھرے پھر جلسہ ہو گیا۔ کچھ معمولی کھانے پینے کی تواضع میں نے بھی کی۔ اس کے بعد کئی دفعہ رائے پور آتے جاتے قیام ہوا۔ (ماخوذ از "آپ بیتی")

میرے اسلاف

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سید المرسلین، خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں قرآن و سُنت کو عملی صورت میں دیکھا ہے۔ اُن کی عملی زندگیوں سے تابعین نے اثر قبول کیا۔ علیٰ ھذا القیاس اسلام کی صحیح تعبیر و تشریح ان اسلاف کی وساطت سے آئمہ اربعہ تک پہنچی۔ تا آنکہ سر زمین ہند میں حضرت مجدد الف ثانی، امام انقلاب حضرت شاہ ولی اللہ، امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ، امیر المجاہدین، حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ یہ سب حضرات اُسی سچے اور صحیح اسلام کے مبلغ و داعی بنے اور اُن کے بعد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، محدث العصر، حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ، حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری قدس سرہ، اور دیگر حضرات نے اسلام کی نئی نئی تعبیر اور تشریح سے کام نہیں لیا اور اسلام کے مفہوم حقیقی کو خلط ملط کرنے کی بجائے اپنے اسلاف کی اتباع کی اور اُن حضرات کے طرزِ عمل کو مشعلِ راہ بنایا

اُولئک ابائی فجئنی بمثلھم

یہ، ہیں میرے اسلاف۔ تم ان جیسی کوئی مثال تو پیش کرو۔